علل الشرائع

(اردو)

للشیخ الصدوق

تالیف

الشیخ الصدوق ابی جعفر محمد بن علی
ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی

المتوفی سنہ ۳۸۱ھ

مترجم

مولوی سید حسن امداد صاحب
ممتاز الافاضل

ناشر

الکساء پبلیشرز

آر۔ ۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

رحمت اللہ بک ایجنسی
بالمقابل بڑا امام بارگاہ کھارادر کراچی

انتساب

ان علم دوست خواتین و حضرات کے نام جو معصومین
علیہم السلام کے بتائے ہوئے احکامات کی معرفت چاہتے ہیں

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	علل الشرائع (اردو)
مؤلف	شیخ الصدوق علیہ الرحمہ
مترجم	مولوی سید حسن امداد صاحب ممتاز الافاضل
ناشر	الکساء پبلشرز R/159 سیکٹر 5-B-2 ۔ نارتھ کراچی فون : 645340
کمپوزنگ	مہوش اردو کمپوزیٹر
اشاعت اول	ایک ہزار ۔ (۱۹۹۲ء ۔ ۱۴۱۳ھ)
قیمت	۲۰۰ روپیہ

ناشر

الکساء پبلیشرز

آر ۔ ۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

یہ فطرتِ انسانی ہے کہ انسان نامعلوم سے معلوم کی طرف لاعلمی کی تاریکیوں سے علم کی روشنی کی جانب اور عدم واقفیت سے واقفیت کی راہ پر گامزن ہونے کی جدوجہد میں ہر لمحہ ہر آن مصروف رہتا ہے اور اپنی اسی فطرت کی بناء پر انسان خلاؤں سے گذر کر چاند تک جا پہنچا ہے اسی طرح شاید وہ ایک دن کہکشاں کی بلندیوں کو پا جائے۔ یہ تو مادی دنیا کی باتیں ہیں۔ روحانی دنیا کے بھی ہزاروں گوشے ہیں جن کا منکشف ہونا ابھی باقی ہے۔ اسی لئے مادی علوم کے ساتھ ساتھ روحانی علوم کا حاصل کرنا بھی حیاتِ ابدی کے لئے بے حد ضروری ہے۔ یہ امر مسلّم ہے کہ انسان کے دنیا میں دو طرح کے محسن ہوتے ہیں ایک وہ جو اس کے جسم کی نشو نما کرتے ہیں جیسے والدین، ڈاکٹر، حکیم وغیرہ۔ دوسرے وہ جو اس کی روحانی تعلیم و تربیت میں مدد کرتے ہیں جس کے لئے پروردگارِ عالم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور مرسلین مبعوث کئے ائمہ طاہرین علیہم السلام نے ہدایات کا فریضہ انجام دیا۔ ان کے علاوہ وہ بزرگ ہستیاں جنہوں نے اپنی تمام زندگی دین کی خدمت میں گذار دیں اور تعلیم و تدریس اور تالیف و تصنیف کا بارِ گراں اٹھاتے ہوئے احکامِ خداوندی اور اقوالِ رسولؐ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کو ہم تک پہنچایا۔ ایسے ہی محسنوں میں ایک نام جناب شیخ الصدوق (سب سے زیادہ راست گو) علیہ الرحمہ کا بھی ہے یہ امام زمانہ کی دعا کے اثر سے ایران کے شہر قم میں ۳۰۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۸۱ھ میں وفات پائی۔ تقریباً (۳۰۰) تین سو کتابیں تالیف و تصنیف کیں۔ جن میں من لا یحضرہ الفقیہ جو مذہب حقہ کی کتب اربعہ میں سے ایک ہے بھی شامل ہے۔

روحانی علوم حاصل کرنے سے قلبِ انسانی کو سکون حاصل ہوتا ہے جو بلاشبہ ایک دولت بے بہا ہے اب یہ خود انسان پر منحصر ہے کہ وہ کون سا دین اور کون سا مذہب اختیار کرتا ہے۔ بہر حال کسی بھی دین و مذہب پر عمل پیرا ہونے کے لئے اس کی مبادیات اور ہدایات سے کماحقہ واقفیت ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دین کے پیروکار اپنے اپنے مذہب و مسلک اور عقائد کی اشاعت کے لئے جو کچھ کر سکتے ہیں کرتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے اپنے دین کی تشہیر و ترویج کے لئے بنیادی کتب جو کہ زیادہ تر یونانی، عبرانی، عربی اور فارسی زبانوں میں تھیں دنیا کی مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ شائع کئے جن میں اردو بھی شامل ہے لیکن تراجم کے سلسلے میں اہلِ تشیع کی پیش رفت نامناسب سے کم ہے۔ پاکستان کی حد تک چند ناشرین نے ضرور کچھ کام کیا ہے اور کچھ عرصہ سے ایران کے چند اداروں نے اردو تراجم شائع کرنے شروع کئے ہیں لیکن یہ سب مل کر بھی مذہب تشیع کی کل کتابوں کا عشر عشیر بھی نہیں ہوتے۔

زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے ایک زمانہ تھا کہ عربی کتابیں عام طور پر ہر شخص سمجھ سکتا تھا اور حسبِ توفیق مستفیض ہوتا رہتا تھا۔ پھر فارسی کا دور آیا اور کتابیں عربی سے فارسی زبان میں ترجمہ ہوئیں۔ آج کل عربی اور فارسی پڑھنے اور سمجھنے والے بہت کم ہیں اور عوام الناس میں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اردو جو برصغیر کی مقبول ترین اور عام فہم زبان ہے پاک و ہند کے علاوہ دنیا کے دیگر ممالک میں بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس وقت دنیا میں اردو بولنے، پڑھنے اور سمجھنے والوں کی تعداد تقریباً بیس (۲۰) کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے۔ لہٰذا اس امر کی ضرورت محسوس کی گئی کہ مذہب حقہ کی بنیادی اور اہم کتب کا ترجمہ اردو زبان میں کرایا جائے۔ ہم پروردگارِ عالم کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتے ہوئے اس کا لاکھ لاکھ شکر بجا لاتے ہیں کہ اس نے چہاردہ معصومین علیہم السلام کے صدقے میں ہم کو اس کا اہل کیا اور یہ سعادت ہمارے حصہ میں

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا مولا میں آپ پر قربان یہ بتائیں کہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کو غسل کس نے دیا؟ آپ نے فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ جناب کی یہ بات گویا مجھے بہت عظیم معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ جو بات میں نے تمہیں بتائی ہے اس سے تم دل تنگ ہوگئے ہو؟ میں نے کہا ہاں کچھ ایسا ہی ہے میں آپ پر قربان نہیں تنگ دل ہونے کی بات نہیں۔ یہ معظمہ صدیقہ تھیں اور صدیقہ کو صدیق ہی غسل دیتا ہے کیا تمہیں نہیں معلوم کہ حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ ہی نے غسل دیا تھا۔

باب (۱۴۹) وہ سبب جس کی بنا پر حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام شب میں دفن کی گئیں دن میں دفن نہیں کی گئیں

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن محمد رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبد اللہ کوفی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے موسیٰ بن عمران نخعی نے روایت کرتے ہوئے اپنے چچا حسین بن یزید سے انہوں نے حسن بن علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے اپنے والد سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا، کیا سبب تھا کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا شب میں دفن کی گئیں دن میں دفن نہیں کی گئیں؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ ان معظمہ نے وصیت کردی تھی کہ میرا نماز جنازہ میں وہ دونوں مرد شریک نہ ہوں۔

(۲) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو العباس احمد بن محمد بن یحییٰ نے روایت کرتے ہوئے عمرو ابن ابی مقدام اور زیاد بن عبد اللہ سے ان دونوں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آیا اور بولا اللہ آپ پر رحم فرمائے کیا جنازے کے ساتھ آگ لیجائی جاسکتی ہے یا جنازے کے ساتھ انگیٹھی یا قندیل یا اس کے علاوہ کوئی شے جس سے روشنی ہونے جانا درست ہے؟ اس کا یہ سوال سن کر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا اور وہ سیدھے ہوکر بیٹھ گئے اور فرمایا سنو۔ ایک مرتبہ ایک بدبخت دشقی حضرت فاطمہ بنت رسول کے پاس آیا اور جھوٹ بولا کہ آپ کو کچھ خبر بھی ہے کہ علی نے ابو جہل کی دختر سے شادی کا پیغام دیا ہے۔ ان معظمہ نے کہا کیا تم سچ کہتے ہو؟ اس نے کہا میں سچ کہتا ہوں آپ نے اس سے تین مرتبہ پوچھا کیا تم سچ کہتے ہو؟ اور اس نے تینوں مرتبہ یہی جواب دیا کہ میں سچ کہتا ہوں۔ حضرت فاطمہ کو ایسی غیرت آئی کہ وہ اسے برداشت نہ کرسکیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے لئے غیرت اور مرد کے لئے جہاد فرض کردیا ہے اور اس پر صبر اور برداشت کرنے والی کے لئے وہی اجر مقرر کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے ہے۔ چنانچہ حضرت فاطمہ کو اس کا بہت دکھ ہوا۔ تھوڑی دیر متفکر رہیں بالآخر شام ہوگئی اور رات آپہنچی تو آپ نے امام حسن کو داہنے کاندھے پر بٹھایا اور امام حسینؑ کو بائیں کاندھے پر بٹھایا اور ام کلثوم کا بایاں ہاتھ اپنے داہنے ہاتھ سے پکڑا اور وہاں سے اپنے پدر بزرگوار کے حجرہ میں آگئیں۔ اور جب حضرت علی آئے تو دیکھا کہ اپنا حجرہ خالی ہے اور فاطمہ نہیں ہیں۔ اس سے حضرت علی کو بڑا دکھ ہوا انہیں معلوم نہ تھا کہ نصہ کیا ہے۔ اور انہیں حضرت فاطمہ کو ان کے پدر بزرگوار کے حجرے سے بلاتے ہوئے شرم آئی۔ آپ اپنے حجرے سے نکل کر مسجد میں آئے کچھ نمازیں پڑھیں پھر مسجد کی کچھ ریت جمع کی اور اس کو تکیہ بنا کر لیٹ رہے اور جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ فاطمہ بہت رنجیدہ ہیں تو آپ نے ان کے ہاتھ منھ دھلائے اس کے بعد لباس زیب تن کیا مسجد میں آئے اور مسلسل نماز پڑھتے رہے اور رکوع و سجود کرتے رہے اور جب دو رکعت نماز پڑھ لیتے تو دعا کرتے بار الہا تو فاطمہ کے حزن و غم کو دور کر کیونکہ جب آپ فاطمہ کے پاس آئیں تھیں تو دیکھا تھا کہ وہ کروٹیں بدل رہی ہیں اور ٹھنڈی سانسیں لے رہی ہیں۔

مگر جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ فاطمہ کی نیند اچاٹ ہے اور انہیں قرار نہیں۔ فرمایا بیٹی اٹھو وہ اٹھیں تو امام حسن کو گود میں لے لیا اور حضرت فاطمہ نے حسین کو گود میں لے لیا اور ام کلثوم کا ہاتھ پکڑا اور حضرت علیؑ کے پاس پہنچے اور دیکھا کہ وہ لیٹے ہوئے ہیں آنحضرتؐ نے اپنا پاؤں حضرت علی کے پاؤں پر رکھا اور کہا اے ابو تراب اٹھو تم نے کتنے لوگوں کے سکون کو خراب کیا جاؤ ابو بکر کو ان کے گھر سے عمر کو ان کی نشست گاہ سے اور طلحہ کو بلاؤ۔ حضرت علیؑ گئے اور ان سب کو بلا لائے جب یہ سب جمع ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی کیا تمہیں نہیں معلوم کہ فاطمہ میری پارہ جگر ہے وہ مجھ سے ہے میں اس سے ہوں جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی اور جس نے میرے مرنے کے بعد اسے اذیت دی ایسا ہی ہے جیسا اس نے میری زندگی میں اسے اذیت دی اور جس نے میری حیات میں اس کو اذیت دی ایسا ہی ہے جیسے اس نے میری موت کے بعد اسے اذیت دی۔ حضرت علیؑ نے کہا جی ہاں مجھے معلوم ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا پھر تم نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت علیؑ نے کہا میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے جو خبر فاطمہ تک پہنچی ہے وہ غلط ہے اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے بلکہ میں اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔ یہ سن کر فاطمہ زہرا خوش ہوگئیں اور اس طرح مسکرائیں کہ ان کے دندان مبارک نظر آنے لگے اور وہ دونوں (حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ) آپس میں کہنے لگے تعجب ہے اس وقت رات گئے صرف اتنی سی بات کے لئے ہم لوگوں کو بلایا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کی انگلیوں میں انگلیاں ڈالیں اور آپ نے امام حسن کو گود میں اٹھایا حضرت علی نے امام حسین کو گود میں اٹھایا فاطمہ زہرا نے ام کلثوم کو گود میں اٹھایا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب کو لئے ہوئے حضرت علی کے حجرے میں پہنچے اور ان لوگوں پر ایک کملی چادر ڈال دی اور رخصت ہوئے اور باقی رات نمازیں پڑھتے رہے۔

پھر جب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا مرض الموت میں مبتلا ہوئیں تو وہ دونوں عیادت کے لئے آئے اور ان سے ملاقات کی اجازت چاہی تو حضرت فاطمہ نے ان دونوں کو اپنے پاس آنے کی اجازت دینے سے انکار کردیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے اللہ تعالیٰ سے عہد کرلیا کہ میں جب تک فاطمہ سے ملاقات کرکے ان کو راضی نہ کرلوں گا کسی مکان کی چھت کے سایہ میں نہ جاؤں گا۔ چنانچہ ایک شب انہوں نے بقیع کے میدان میں بسر کی اور کھلے آسمان کے نیچے رہے۔ پھر حضرت عمرؓ علی ابن ابی طالب کے پاس آکر بولے ابو بکر ایک بوڑھے اور نرم دل کے آدمی ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار میں رہے اور انہیں رسول کی محبت کا شرف بھی حاصل ہے، ہم لوگ فاطمہ کے پاس کئی مرتبہ آئے کہ وہ ہمیں ملاقات کی اجازت دیں تاکہ ان سے مل کر ان سے صلح صفائی کرلیں مگر انہوں نے اجازت دینے سے انکار کیا اب اگر تم اجازت دلاسکتے ہو تو دلادو۔ حضرت علیؑ نے کہا اچھا یہ کہہ کر آپ فاطمہ زہرا کے پاس گئے اور کہا۔ اے بنت رسول ان دونوں نے جو کچھ کیا وہ تو تم نے دیکھ ہی لیا ہے اور یہ بار بار کئی مرتبہ تم سے ملاقات کے لئے آئے مگر تم نے انہیں اجازت نہ دی اب انہوں نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ تم سے انہیں ملاقات کی اجازت دلادوں؟ حضرت فاطمہ نے فرمایا خدا کی قسم میں ان دونوں کو ملاقات کی ہرگز اجازت نہ دوں گی اور سرے سے کوئی بات ہی نہ کروں گی یہاں تک کہ میں اپنے پدر بزرگوار سے بات کروں گی اور ان دونوں نے میرے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس کی شکایت کروں گی۔ حضرت علیؑ نے کہا مگر میں نے ان دونوں سے وعدہ کرلیا ہے کہ اجازت دلادوں گا۔ حضرت فاطمہ نے کہا اچھا اگر آپ نے وعدہ کرلیا ہے تو یہ گھر آپ ہی کا ہے عورتیں مردوں کی تابع ہوتی ہیں میں آپ کی مخالفت نہیں کروں گی۔ جسے چاہے آنے کی اجازت دیدیجئے۔ یہ سن کر حضرت علی باہر نکلے اور ان دونوں کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔ جب دونوں اندر آئے اور انہوں نے فاطمہ زہرا کو دیکھا تو سلام کیا مگر انہوں نے ان دونوں کو سلام کا کوئی جواب نہ دیا اور ان دونوں سے منہ پھیر کر دوسری کروٹ ہولیں اسی طرح کئی مرتبہ ہوا کہ جب وہ لوگ ادھر آتے وہ معظمہ ادھر منہ پھیر کر اس کروٹ ہوجاتیں اور جب ادھر جاتے تو آپ منہ پھیر کر اس کروٹ ہوجاتیں جب دیکھا کہ یہ لوگ نہیں ملتے تو حضرت علی سے کہا اے علی ذرا حجرے سے کپڑا کشادہ کر دیجئے اور پاس کی بیٹھی ہوئی عورتوں سے کہا تم سب مجھے اس کروٹ پھیر دو۔ جب عورتوں نے کروٹ پھیر دیا تو وہ دونوں ادھر آئے اور ابو بکرؓ نے کہا اے بنت رسولؐ ہم

باب (۱۴۹) وہ سبب جس کی بنا پر حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام شب میں دفن کی گئیں دن میں دفن نہیں کی گئیں

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن محمد رضی اللہ عنہ نے انہوں کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے موسیٰ بن عمران نخعی نے روایت کرتے ہوئے اپنے چچا حسین بن یزید سے انہوں نے حسن بن علی ابن ابی حمزہ سے انہوں نے اپنے والد سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا، کیا سبب تھا کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا شب میں دفن کی گئیں دن میں دفن نہیں کی گئیں ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس لئے کہ ان معظمہ نے وصیت کردی تھی کہ میری نماز جنازہ میں وہ دونوں مرد شریک نہ ہوں۔

(۲) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوالعباس احمد بن یحییٰ نے روایت کرتے ہوئے عمرو ابن ابی مقدام اور زیاد بن عبداللہ سے ان دونوں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آیا اور بولا اللہ آپ علیہ السلام پر رحم فرمائے کیا جنازے کے ساتھ آگ لے جائی جا سکتی ہے یا جنازے کے ساتھ انگیٹھی یا قندیل یا اس کے علاوہ کوئی شے جس سے روشنی ہو لے جانا درست ہے ؟ اس کا یہ سوال سن کر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور وہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا سنو۔ ایک مرتبہ ایک بد بخت و شقی حضرت فاطمہ علیہا السلام بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور جھوٹ بولا کہ آپ (علیہا السلام) کو کچھ خبر بھی ہے کہ علی علیہ السلام نے ابو جہل کی دختر سے شادی کا پیغام دیا ہے۔ ان معظمہ نے کہا کیا تم سچ کہتے ہو ؟ اس نے کہا میں سچ کہتا ہوں علیہا علیہ السلام نے اس سے تین مرتبہ پوچھا کیا تم سچ کہتے ہو ؟ اور اس نے تینوں مرتبہ یہی جواب دیا کہ میں سچ کہتا ہوں ۔ حضرت فاطمہ علیہا السلام کو ایسی غیرت آئی کہ وہ اسے برداشت نہ کر سکیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے لئے غیرت اور مرد کے لئے جہاد فرض کردیا ہے اور اس پر صبر اور برداشت کرنے والی کے لئے وہی اجر مقرر کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے ہے۔ چنانچہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کو اس کا بہت دکھ ہوا۔ تھوڑی دیر متفکر رہیں بالآخر شام ہو گئی اور رات آپہنچی تو آپ علیہا السلام نے امام حسن علیہ السلام کو داہنے کاندھے پر بٹھایا اور امام حسین علیہ السلام کو بائیں کاندھے پر بٹھایا اور ام کلثوم علیہا السلام کا بایاں ہاتھ اپنے داہنے ہاتھ سے پکڑا اور وہاں سے اپنے پدر بزرگوار کے حجرہ میں آگئیں۔ اور جب حضرت علی علیہ السلام آئے تو دیکھا کہ اپنا حجرہ خالی ہے اور فاطمہ علیہا السلام نہیں ہیں۔ اس سے حضرت علی علیہ السلام کو بڑا دکھ ہوا انہیں معلوم نہ تھا کہ قصہ کیا ہے۔ اور انہیں حضرت فاطمہ علیہا السلام کو ان کے پدر بزرگوار کے حجرے سے بلاتے ہوئے شرم آئی۔ آپ علیہ السلام اپنے حجرے سے نکل کر مسجد میں آئے کچھ نمازیں پڑھیں پھر مسجد کی کچھ ریت جمع کی اور اس کو تکیہ بنا کر

لیٹ رہے اور جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ فاطمہ علیہا السلام بہت رنجیدہ ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ہاتھ منہ دھلائے اس کے بعد لباس زیب تن کیا مسجد میں آئے اور مسلسل نماز پڑھتے رہے اور رکوع و سجود کرتے رہے اور جب دو رکعت نماز پڑھ لیتے تو دعا کرتے بار الہا تو فاطمہ (علیہا السلام) کے حزن و غم کو دور کر کیونکہ جب فاطمہ علیہا السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں تھیں تو دیکھا تھا کہ وہ کروٹیں بدل رہی ہیں اور ٹھنڈی سانسیں لے رہی ہیں۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ فاطمہ علیہ السلام کی نیند اچاٹ ہے اور انہیں قرار نہیں۔ فرمایا بیٹی اٹھو وہ اٹھیں تو امام حسن علیہ السلام کو گود میں لے لیا اور حضرت فاطمہ علیہا السلام نے حسین علیہ السلام کو گود میں لے لیا اور ام کلثوم علیہا السلام کا ہاتھ پکڑا اور حضرت علی علیہ السلام کے پاس پہنچے اور دیکھا کہ وہ لیٹے ہوئے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا پاؤں حضرت علی علیہ السلام کے پاؤں پر رکھا اور کہا اے ابوتراب اٹھو تم نے کتنے لوگوں کے سکون کو خراب کیا جاؤ ابوبکر کو ان کے گھر سے عمر کو ان کی نشست گاہ سے اور طلحہ کو بلاؤ۔ حضرت علی علیہ السلام گئے اور ان سب کو بلا لائے جب یہ سب جمع ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی (علیہ السلام) کیا تمہیں نہیں معلوم کہ فاطمہ (علیہا السلام) میری پارہ جگر ہے وہ مجھ سے ہے میں اس سے ہوں جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی اور جس نے میرے مرنے کے بعد اسے اذیت دی ایسا ہی ہے جیسا اس نے میری زندگی میں اسے اذیت دی اور جس نے میری حیات میں اس کو اذیت دی ایسا ہی ہے جیسے اس نے میری موت کے بعد اسے اذیت دی۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا جی ہاں مجھے معلوم ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے فرمایا پھر تم نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت علی علیہ السلام نے کہا میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی بحق بنا کر بھیجا ہے جو خبر فاطمہ (علیہا السلام) تک پہنچی ہے وہ غلط ہے اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے بلکہ میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم سچ کہتے ہو یہ سن کر فاطمہ زہرا علیہا السلام خوش ہو گئیں اور اس طرح مسکرائیں کہ ان کے دندان مبارک نظر آنے لگے اور وہ دونوں (حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ) آپس میں کہنے لگے تعجب ہے اس وقت رات گئے صرف اتنی سی بات کے لئے ہم لوگوں کو بلایا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کی انگلیوں میں انگلیاں ڈالیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسنؑ کو گود میں اٹھایا حضرت علی علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام کو گود میں اٹھایا فاطمہ زہرا علیہا السلام نے ام کلثوم علیہا السلام کو گود میں اٹھایا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب کو لئے ہوئے حضرت علی علیہ السلام کے حجرے میں پہنچے اور ان لوگوں پر ایک مخملی چادر ڈال دی اور رخصت ہوئے اور باقی رات نمازیں پڑھتے رہے۔